انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ
نظر افروز سفر نامہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

معراج، پیغمبر اسلام کے ان واقعات میں سے ہے جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال قبل ۲۷ رجب کی رات کو پیش آیا۔ اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ معراج کس غرض سے ہوئی تھی اور خدا نے اپنے رسول کو بلا کر کیا ہدایات دی تھیں۔ حدیث یہ بتاتی ہے کہ معراج کس طرح ہوئی اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے۔

اس واقعے کی تفصیلات ۲۸، ہمعصر راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہیں۔ سات راوی وہ ہیں جو خود معراج کے زمانے میں موجود تھے اور ۲۱ وہ جنہوں نے بعد میں نبی اکرم ﷺ کی اپنی زبان مبارک سے اس قصہ کو سنا۔ مختلف روایتیں قصے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں اور سب کو ملانے سے ایک ایسا سفر نامہ بن جاتا ہے جس سے دلچسپ معنی خیز اور نظر افروز سفر نامہ انسانی لٹریچر کی پوری تاریخ میں نہیں ملتا۔

حضرت محمد ﷺ کو پیغمبری کے منصب پر سرفراز ہوئے ۱۲ سال گزر چکے تھے۔ ۵۲ برس کی عمر تھی۔ حرم کعبہ میں سو رہے تھے۔ یکایک جبریلؑ فرشتے نے آ کر جگایا۔ نیم خفتہ و نیم بیدار کیفیت میں اٹھا کر آپ کو زمزم کے پاس لے گئے۔ سینہ چاک کیا اور زمزم کے پانی سے اس کو دھویا پھر اسے علم اور بردباری اور دانائی اور ایمان و یقین سے بھر دیا۔ اس کے بعد آپؐ کی سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا جس کا رنگ سفید اور قد خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ برق کی رفتار سے چلتا تھا اور اسی مناسبت سے اس کا نام 'براق' تھا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام بھی اسی نوعیت کے سفر میں اسی سواری پر جایا کرتے تھے۔ جب

آپؐ سوار ہونے لگے تو وہ چمکا۔ جبریلؑ نے تھپکی دے کر کہا دیکھ ! کیا کرتا ہے آج تک محمد سے بڑی شخصیت کا انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا ہے۔ پھر آپؐ اس پر سوار ہوئے اور جبریلؑ آپؐ کے ساتھ چلے۔ پہلی منزل مدینے کی تھی جہاں اتر کر آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبریلؑ نے کہا اس جگہ آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے۔ دوسری منزل طور سینا تھی جہاں خدا حضرت موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا۔ تیسری منزل بیت اللحم کی تھی جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے چوتھی منزل بیت المقدس تھا جہاں براق کا سفر ختم ہوا۔ اس سفر کے دوران میں ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا ادھر آؤ۔ آپؐ نے توجہ نہ کی۔ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ یہودیت کی طرف بلا رہا تھا۔ دوسری طرفؓ سے آواز آئی ادھر آؤ۔ آپؐ اس کی طرف بھی ملتفت نہ ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا یہ عیسائیت کا داعی تھا۔ پھر ایک عورت نہایت بنی سنوری آئی اور اس نے اپنی طرف بلایا۔ آپؐ نے اس سے بھی نظر پھیر لی۔ جبریلؑ نے کہا یہ دنیا تھی۔ پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی جبریلؑ نے کہا دنیا کی عمر کا اندازہ اس کی عمر سے کر لیجیے۔ پھر ایک اور شخص ملا جس نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا آپؐ اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جبریلؑ نے کہا یہ شیطان تھا جو آپؐ کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بیت المقدس پہنچ کر آپؐ براق سے اتر گئے اور اسی مقام پر اسے باندھ دیا جہاں پہلے انبیاء اس کو باندھا کرتے تھے۔ ہیکل سلیمانی میں داخل ہوئے تو ان سب پیغمبروں کو موجود پایا جو ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؐ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بندھ گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کے لیے کون آگے بڑھتا ہے۔ جبریلؑ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ کے سامنے تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں پانی، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شراب۔ آپؐ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ جبریلؑ نے مبارکباد دی کہ آپؐ فطرت کی راہ پا گئے۔ اس کے بعد ایک سیڑھی آپؐ کے سامنے پیش کی گئی اور جبریلؑ اس کے ذریعے سے آپؐ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ عربی زبان میں سیڑھی کو معراج کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے یہ سارا واقعہ معراج کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

پہلے آسمان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا۔ محافظ فرشتے نے پوچھا کون آیا ہے؟ جبریلؑ نے اپنا نام بتایا پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! تب دروازہ کھلا اور پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں آپ ؐ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی ان بڑی بڑی شخصیات سے ہوا جو اس مرحلے پر مقیم تھیں۔ ان میں نمایاں شخصیت ایک بزرگ کی تھی جو انسانی بناوٹ کے مکمل نمونہ تھے۔ چہرے مہرے اور جسم کی ساخت میں کسی پہلو سے کوئی نقص نہ تھا۔ جبریلؑ نے بتایا یہ آدمؑ ہیں، آپؐ کے مورثِ اعلیٰ۔ ان بزرگ کے دائیں بائیں بہت لوگ تھے۔ وہ دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو روتے۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔؟ بتایا گیا کہ یہ نسل آدم ہے۔ آدم اپنی اولاد کے نیک لوگوں کو دیکھ خوش ہوتے ہیں اور برے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔

پھر آپؐ کو تفصیلی مشاہدے کا موقع دیا گیا۔ ایک جگہ آپؐ نے دیکھا کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں، اور جتنی کاٹتے ہیں اتنی ہی وہ بڑھتی جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہ دیتی تھی۔ کچھ اور لوگ دیکھے جن کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا لیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احمق ہے؟ کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمے داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھا نہ سکتا تھا مگر یہ ان کو کم کرنے کے بجائے اور ذمے داریوں کا بار اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ غیر ذمے دار مقرر ہیں جو بے تکلف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔

ایک اور جگہ دیکھا کہ ایک پتھر میں ذرا سا شگاف ہوا اور اس سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اسی شگاف میں واپس جانے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جا سکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمے داری کے ساتھ ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے، پھر نادم ہو کر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا۔

ایک اور مقام پر کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا گیا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرتے تھے۔ انہی کے قریب کچھ اور لوگ جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں ہیں جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرتے اور ان کی عزت پر حملے کیا کرتے تھے۔

کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے مشابہ تھے اور وہ لوگ آگ کھا رہے تھے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ کہا گیا یہ یتیموں کا مال ہضم کیا کرتے تھے۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ بے انتہا بڑے اور سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں آنے جانے والے ان کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں، مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ سود خور ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے ایک جانب نفیس چکنا گوشت رکھا تھا اور دوسری طرف سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہشِ نفس پوری کی۔

پھر دیکھا کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سر ایسے بچے منڈھ دیے جو ان کے نہ تھے۔

انہی مشاہدات کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ایک ایسے فرشتے سے ہوئی جو نہایت ترشروئی سے ملا۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا اب تک جتنے فرشتے ملے تھے سب خندہ پیشانی اور

بشاش چہروں کے ساتھ ملے، ان حضرت کی خشک مزاجی کا کیا سبب ہے؟ جبریلؑ نے کہا اس کے پاس ہنسی کا کیا کام، یہ تو دوزخ کا داروغہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے دوزخ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے یکایک آپؐ کی نظر کے سامنے سے پردہ اٹھادیا اور دوزخ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ نمودار ہوگئی۔

ان مشاہدات سے گزر کر آپؐ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں کے اکابر میں دونو جوان سب سے ممتاز تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا یہ یحیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں۔

تیسرے آسمان پر آپؐ تعارف ایک ایسے بزرگ سے کرایا گیا جن کا حسن عام انسان کے مقابلے میں ایسا تھا جیسے چودہویں کا چاند، معلوم ہوا یہ یوسف علیہ السلام تھے۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو ایک عظیم الشان محل بیت المعمور دیکھا جہاں بے شمار فرشتے آتے اور جاتے تھے۔ اس کے پاس آپؐ کی ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو خود آپؐ سے بہت مشابہ تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

پھر مزید ارتقاء شروع ہوا یہاں تک کہ آپؐ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے جو پیش گاہِ رب العزت اور عالمِ خلق کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیچے سے جانے والے یہاں رک جاتے ہیں، اور اوپر سے احکام اور قوانین براہِ راست یہاں آتے ہیں۔ اسی مقام کے قریب آپؐ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپؐ نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے صالح بندوں کے لیے وہ کچھ مہیا کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی ذہن میں اس کا تصور تک گزر سکا۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جبریلؑ ٹھہر گئے، اور آپ تنہا آگے بڑھے۔ ایک بلند ہموار سطح پر پہنچے تو بارگاہِ جلال سامنے تھی۔ ہم کلامی کا شرف بخشا گیا اور جو باتیں ارشاد ہوئیں ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

☆ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں

☆ شرک کے سوا دوسرے سب گناہوں کی بخشش کا امکان ظاہر کیا گیا۔

☆ ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے، اس کے حق میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں مگر جب برائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا، اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

پیشیٔ خداوندی سے واپسی پر نیچے اترے تو حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے روداد سن کر کہا میں بنی اسرائیل کا تلخ تجربہ رکھتا ہوں، میرا اندازہ ہے کہ آپؐ کی امت پچاس نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی، جائیے اور کمی کے لیے عرض کیجیے۔ آپؐ گئے اور اللہ جل شانہٗ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پلٹے تو حضرت موسیٰ نے پھر وہی بات کہی۔ ان کے کہنے پر آپؐ بار بار اوپر جاتے رہے اور ہر بار دس نمازیں کم کی جاتی رہیں۔ آخر میں پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ یہی پچاس کے برابر ہیں۔

واپسی کے سفر میں آپؐ اسی سیڑھی سے اتر کر بیت المقدس آئے۔ یہاں پھر تمام پیغمبر موجود تھے، آپؐ نے ان کو نماز پڑھائی جو غالباً فجر کی نماز تھی۔

پھر براق پر سوار ہوئے اور مکے واپس پہنچ گئے۔

صبح سب سے پہلے آپؐ نے اپنی چچازاد بہن امّ ہانیؓ کو یہ روداد سنائی۔ پھر باہر نکلنے کا قصد کیا انہوں نے آپ کی چادر پکڑ لی اور کہا خدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو نہ سنائیے گا۔ ورنہ آپؐ کا مذاق اڑانے کے لیے ایک اور شوشہ ہاتھ آ جائے گا۔ مگر آپؐ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرم کعبہ میں پہنچے تو ابوجہل سے آپؐ کا سامنا ہوا۔ اس نے کہا کوئی تازہ خبر! فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا؟ فرمایا میں آج رات بیت المقدس گیا تھا۔ کہا، بیت المقدس؟ راتوں رات ہو آئے؟ اور صبح یہاں موجود؟ فرمایا ہاں۔ کہا قوم کو جمع کروں؟ سب کے سامنے یہی بات کہو گے؟ فرمایا بے شک۔ ابوجہل نے آوازیں دے دے کر سب کو جمع کر لیا اور کہا، لو اب کہو۔ آپؐ نے سب کے سامنے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ دو مہینے کا سفر ایک رات میں؟ ناممکن! محال! پہلے تو شک تھا اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔

آناً فاناً یہ خبر سارے مکے میں پھیل گئی۔ بہت سے مسلمان اس کو سن کر اسلام سے پھر گئے لوگ اس امید پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچے کہ یہ محمد کے دستِ راست ہیں، یہ پھر جائیں تو اس تحریک کی جان ہی نکل جائے گی۔ انہوں نے یہ قصہ سنا تو کہا اگر واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ضرور سچ ہوگا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو روز سنتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان سے فرشتے پیغام لے کر آتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

پھر حضرت ابوبکرؓ حرم کعبہ میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ موجود تھے اور ہنسی اڑانے والا مجمع بھی۔ پوچھا کیا واقعی آپؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا، بیت المقدس میرا دیکھا ہوا ہے۔ آپ وہاں کا نقشہ بیان کریں۔ آپؐ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز اس طرح بیان کر دی کہ گویا بیت المقدس سامنے موجود ہے اور دیکھ دیکھ کر اس کی کیفیت بتا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس تدبیر سے جھٹلانے والوں کو ایک شدید ضرب لگی۔ وہاں بکثرت ایسے آدمی موجود تھے جو تجارت کے سلسلے میں بیت المقدس جاتے رہتے تھے۔ وہ سب دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل صحیح ہے۔ اب لوگ آپ کے بیان کی صحت کا مزید ثبوت مانگنے لگے۔ فرمایا، جاتے ہوئے میں فلاں مقام پر فلاں قافلہ پر گزرا جس کے ساتھ یہ سامان تھا، قافلے والوں کے اونٹ براق سے بھڑک گئے اور ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا۔ میں نے قافلے والوں کو اس کا پتہ دیا۔

واپسی میں فلاں وادی میں فلاں قافلہ مجھے ملا ____ سب لوگ سو رہے تھے۔ میں نے ان کے برتن سے پانی پیا اور اس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور اَتے پتے آپ نے دیے اور بعد میں آنے والے قافلوں سے ان کی تصدیق ہوئی۔ اس طرح زبانیں بند ہو گئیں مگر دل یہی سوچتے رہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج بھی بہت سے لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوا۔

(بشکریہ ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ''، لاہور، ۱۹۸۸ء)

☆☆☆☆☆☆

حق و باطل کے اتحاد کا اثر اکثر یہ ہوتا ہے کہ صاحب حق، صاحب باطل میں مدغم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ حق دشوار ہے۔ کیونکہ نفس کے خلاف ہے اور باطل سہل ہے۔ اتفاق اس طرح ہوتا ہے کہ ایک اپنے مسلک کو کسی قدر چھوڑے تو صاحب باطل سہل کو چھوڑ کر دشوار کو کیوں اختیار کرے اس لئے ایسے اتحاد کا یہی انجام ہوتا ہے کہ صاحب حق کو کسی قدر اپنے مسلک کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(مولانا اشرف علی تھانویؒ)